مجالس فقیر

سوم

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

دارالکتاب دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : مجالس فقیر

جلد : سوم

از افادات : حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب : حضرت مولانا پروفیسر محمد اسلم نقشبندی

تعداد صفحات : ۲۷۲

طباعت : یاسر ندیم آفسیٹ پریس دیوبند

باہتمام : واصف حسین مالک دارالکتاب دیوبند

ناشر : دارالکتاب دیوبند

قیمت :

فہرست

مجالس نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	عرض ناشر	7
	عرض مرتب	9
1	دعا کی قبولیت کے طریقے	13
2	دل کی اہمیت	20
3	اللہ کی یاد کے مزے	28
4	مسافر خانہ	32
5	زندگی کا مزہ	37
6	الحمدللہ کی برکات	39
7	بدنگاہی کی تباہی	44
8	بندگی کی حقیقت	49
9	شکر کی برکات	52
10	قیمتی مشوروں کے ذریعے مدد	56
11	بدگمانی کا نقصان	58
12	والہانہ انداز محبت	61
13	ذکر قلبی کی حقیقت	68
14	وقت کی قدر کریں	75

فہرست

مجالس نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
15	تربیتی باتیں	83
16	عورتوں کی تعلیم وتربیت	88
17	بچیوں کے مدارس	95
18	موت کے بہانے	98
19	متفرق معارف	102
20	بیعت کی برکات	105
21	محبت کی شادی	109
22	علم وعمل	112
23	تکبر کا علاج	116
24	حضرت جی کی ابتدائی زندگی کے واقعات	127
25	پانچ سوال	135
26	اللہ تعالیٰ کی نسبت	143
27	موت سے عبرت حاصل کریں	145
28	اللہ تعالیٰ کی رحمت	148
29	مثبت انقلاب	153

فہرست

مجالس نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
30	مراقبے کا ذوق وشوق	159
31	اللہ تعالیٰ کی حکمتیں	161
32	علم کی اہمیت	165
33	ذکر کے اثرات	172
34	افتتاح بخاری شریف	175
35	ظاہری اور باطنی پاکیزگی	179
36	سلسلہ کی ترویج	186
37	اساتذہ کرام کے لئے خصوصی ہدایات	188
38	تقویٰ کی اہمیت	192
39	دعوت وتبلیغ	195
40	رونا دھونا	198
41	محبت دنیا کا وبال	201
42	حالات سنوارنے کا طریقہ	204
43	رزق کی برکت	207
44	سلسلہ نقشبندیہ کا حضور	211
45	صحابہ رضی اللہ عنہم کی قربانیاں	214

فہرست

مجالس نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
46	معمولات کی تاکید	220
47	منکرین حدیث	222
48	تکبر کا علاج	224
49	عبرت کے نشان	227
50	بیرون ملک جانے والوں کے لئے ہدایات	232
51	بیعت توبہ کی اہمیت	239
52	محاسبہ کی اہمیت	243
53	والدین کی قدر	247
54	عشق الٰہی کے بارے میں تاثرات	250
55	قبولیت دعا کے طریقے	252
56	علم کی فضیلت	257
57	سالک کے لئے نہایت ضروری باتیں!	260
58	راضی برضا رہنا	263
59	روحانیت کیا ہے؟	267

عرض ناشر

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:

"میرا بندہ نوافل سے میرے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کام کرتا ہے۔ میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے"

اس حدیث مبارکہ کے مطابق جو مقربین بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں ان کا بولنا بھی اللہ تعالٰی کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ جب وعظ ونصیحت فرماتے ہیں تو عرفان الٰہی کا نشہ ان کے کلام کو "معارف" بنا دیتا ہے۔ وہ لوگوں کے حسب حال گفتگو فرماتے ہیں۔ یہ بھی ان کی زبان کی کرامت ہوتی ہے کہ ان کی سادہ باتیں بھی سننے والوں کے دلوں کو موم کرتی چلی جاتی ہیں۔ وہی باتیں جنہیں عام اصلاحی کتابوں میں بھی پڑھ اور سن لیتے ہیں لیکن اتنا متاثر نہیں کرتیں، جب ان کی زبان فیض ترجمان سے نکلتی ہیں تو دل کی دنیا میں انقلاب بپا کر دیتی ہیں۔

اللہ تعالٰی جزائے خیر دے حضرت مولانا پروفیسر محمد اسلم نقشبندی صاحب مدظلہ کو کہ انہوں نے ہمارے شیخ، ولی کامل حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم العالی کی زبان شیریں کلام سے مختلف مجالس میں نکلے ہوئے الفاظ

کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ یوں حضرت دامت برکاتہم کے علم وحکمت سے بھرپور ملفوظات مبارکہ کا ایسا نادر ذخیرہ میسر آ رہا ہے کہ جس کو پڑھتے ہی بندہ اپنے آپ کو گویا حضرت کی محفل میں پاتا ہے۔ اور قاری ان کے فیضان نسبت کے زیر اثر اپنے ان گم گشتہ ارادوں کو از سر نو تازہ کرنا شروع کر دیتا ہے جن کو اس نے کسی وقت ان کی محفل میں بیٹھ کر، ان کی باتیں سن کر توبہ اور عمل کی نیت سے باندھا تھا۔

بنا کر حلقہء یاراں ان کی محفل میں
ہم اپنے درد دل کی دوا لیتے ہیں

حضرت کی باتیں سبحان اللہ، ایسے موقع پر ہوتی ہیں، ایسے انداز میں ہوتی ہیں اور اتنے خلوص دل سے ہوتی ہیں۔ کہ سننے والے کو تڑپا کر رکھ دیتی ہیں اور ہر سامع بے اختیار اپنے طرز زندگی اور اخلاق کو شریعت وسنت کے ترازو میں تولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

چونکہ یہ ملفوظات متوسلین وسالکین کے ساتھ ساتھ عوام الناس کے لئے بھی یکساں مفید ہیں۔ اس لئے ادارے نے پروفیسر صاحب کی اس کاوش کو استفادہ عام کے لئے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ اشاعت کے اس کام کو قبول فرما کر آخرت میں ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔

(آمین ثم آمین)

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی

خادم مکتبۃ الفقیر

عرض مرتب

یہ بندۂ ناچیز پر تقصیر 1991ء میں حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت ہوا اور اسی دن سے حضرت جی کے ملفوظات قلم بند کرنے شروع کردیئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے حضرت جی کی باتیں بہت متاثر کرتی تھیں۔ اس عاجز نے سوچا کہ یہ باتیں تو ہوا میں بکھرتی جائیں گی ان کو اپنے فائدے کے لئے محفوظ رکھنا چاہئے۔ بقول حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے کہ علم کو لکھ کر قید کرلو۔ الحمدللہ اس وقت سے اب تک حضرت شیخ کی مجالس کو لکھتا رہا ہوں اور آئندہ کے لئے بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لکھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

ہمارے اسلامی ادب کی یہ روایات چلی آرہی ہیں کہ ہمیشہ مریدین اپنے بزرگوں کے ملفوظات کو جمع کرتے رہے ہیں۔ بزرگان دین کے ملفوظات میں بڑی تاثیر ہوتی ہے کیونکہ بزرگوں کی باتیں دل سے نکلی ہوئی ہوتی ہیں۔

؎ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ والوں کے الفاظ میں اتنی تاثیر کیوں ہوتی ہے؟ اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہوتے ہیں اور پھر ایسے خلوص اور اصلاح کی نیت سے نکلے ہوئے کلمات میں اللہ تعالیٰ بلا کی تاثیر پیدا کر

دیتے ہیں۔ اللہ والوں کی باتیں اس لئے بھی پر تاثیر ہوتی ہیں کہ وہ درد و سوز سے بات کرتے ہیں۔

سخن میں سوز الٰہی کہاں سے آتا ہے
یہ چیز وہ ہے کہ پتھر کو بھی گداز کرے

الحمد للہ ہم نے 24 صفحات پر مشتمل ایک قسط ملفوظات کی چھپوائی تھی جسے لوگوں نے بہت پسند کیا حتیٰ کہ اس کے ختم ہونے پر بھی لوگوں نے بار بار تقاضا کیا۔ یہی ملفوظات ہم نے امریکی پیر بھائیوں کے لئے امریکہ بھیجے تھے جو کہ وہاں بہت پسند کیے گئے۔ ہماری ایک قریبی بچی عالمہ ہے اس نے کہا کہ ملفوظات بہت اہم ہیں اور میں ان کو کوئی پچیس دفعہ پڑھ چکی ہوں۔ کسی کی رائے تھی کہ ان کے پڑھنے سے سیری نہیں ہوتی، کسی نے کہا کہ بہت دلچسپ ہیں اور بھی بہت سے دوستوں کی آراء ہیں، صفحات کی کمی کی وجہ سے وہ نہیں لکھی جا رہیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے اگر باعمل زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ملفوظات کا بار بار مطالعہ کیجئے۔ اس عاجز کا ذاتی تجربہ ہے کہ اس سے عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، انسان کی اصلاح ہوتی ہے، دین کے علم میں اضافہ ہوتا ہے، اللہ والوں سے محبت پیدا ہوتی ہے، حضور ﷺ سے عشق پیدا ہوتا ہے اور آخر کار اللہ تعالیٰ کی محبت قلب و قالب میں سرایت کر جاتی ہے۔

حضرت جی دامت برکاتہم حیات حبیب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ آج کے پرفتن اور پرآشوب دور میں ہر فرد کسی نہ کسی درجہ میں باطنی امراض میں گرفتار ہے۔ بنابریں دینی ذوق شوق میں فقدان کے باعث اہل اللہ کے حالات زندگی پڑھنے کے لئے عدیم الفرصتی کا بہانہ بھی عام ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید

بغدادیؒ سے پوچھا گیا کہ فتنے اور ظلمت کے دور میں ایمان کی حفاظت کے لئے کونسا نسخہ اکسیر ہے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اولیاء اللہ کے احوال و اقوال پڑھتے رہنا۔ یہ اللہ کے لشکروں میں سے لشکر ہیں۔ ہر دور اور ہر زمانے میں پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ **وما یعلم جنود ربک الا ھو** (اور نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو مگر تیرا رب) لوگوں نے حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اولیاء اللہ کے حالات سننے کے بعد ان پر عمل پیرا نہ ہو تو کیا صرف حالات سن لینے سے اس کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا، اس میں بھی دو فائدے ہیں۔ اول فائدہ تو یہ ہے کہ کسی بندے میں اگر حقیقی طلب ہوگی تو اس کی طلب و ہمت میں مزید اضافہ ہو جائے گا اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ مغرور بندے کے غرور میں کمی پیدا ہوگی اور اگر وہ بد باطن نہیں ہے تو بذات خود اولیاء کرام کے حالات کا مطالعہ کرے گا۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ جس وقت دنیا میں اولیاء کرام کا وجود نہیں ہوگا اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہئے جس کے ذریعے سے ہم لغویات وفضولیات سے دور رہ سکیں؟ آپ نے جواب دیا کہ اولیاء کرام کے حالات کا ایک جزو روزانہ پڑھ لیا کرنا۔ ان فوائد کے پیش نظر یہ ملفوظات ''مجالس فقیر'' کے نام سے جمع کئے گئے ہیں تا کہ قارئین کے لئے شمع ہدایت ثابت ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ ان ملفوظات کو آخرت میں ہماری بخشش کا ذریعہ بنائے اور ہمارے حضرت جی دامت برکاتہم کو اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج عطا فرمائے۔ آمین

آخر پر التماس ہے کہ تمام قارئین کرام جو حضرت جی سے باتیں سنتے رہے

ہیں وہ ان کے پاس امانت ہیں۔ انہیں لکھ کر اس عاجز کے پاس بھیج دیں انشاء اللہ کسی مناسب موقع پر شائع کر دی جائیں گی۔ تمام معاونین کا جنہوں نے جس طرح بھی اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پاس سے خاص فضل و کرم عطا فرمائے۔ قارئین کرام اگر کہیں فروگزاشت دیکھیں تو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے راقم الحروف جیسے کمزور انسان کو حضرت جی دامت برکاتہم کے ملفوظات جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب اللہ تعالیٰ ہی سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ راقم الحروف کو صحیح طریقے سے شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس عاجز کی زندگی تو سراسر شرمندگی ہے ہاں وہ لمحات جو راقم الحروف نے اپنے شیخ کی صحبت میں گزارے ہیں وہ حقیقی زندگی ہے۔

میری زیست کا حال کیا پوچھتے ہو
بڑھاپا نہ بچپن نہ میری جوانی
جو چند ساعتیں ''صحبت،، دلبر میں گزریں
وہی ساعتیں ہیں میری زندگانی

عاجز و ناچیز فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی
محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ۔ جامعۃ الصالحات
پیرودھائی موڑ، پشاور روڈ، راولپنڈی

مجلس 1

دعا کی قبولیت کے طریقے

جھنگ

فضیلت قرآن مجید:

قرآن مجید کی فضیلت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ تو ایسی کتاب ہے جو دلوں پر اثرات مرتب کرتی ہے، قلوب کو نرم کرتی ہے۔ قرآن مجید پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کیلئے نازل ہوا ہے۔ محض غلافوں میں بند کر کے رکھنے کیلئے نہیں آیا۔ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دریاؤں کیلئے کوئی راستے نہیں بناتا بلکہ دریا خود ہی اپنا راستہ بنالیتا ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا وہ دریا ہے کہ یہ بھی دلوں کے اندر خود راستہ بناتا اور دلوں میں اترتا چلا جاتا ہے۔ قرآن کریم جس رات میں نازل ہوا وہ رات ہزار مہینوں سے افضل قرار دی گئی تو ذرا سوچیں کہ پھر قرآن کا اپنا کیا مرتبہ ہوگا۔ قرآن مجید کو چھونا عبادت، اس کو دیکھنا عبادت، اس کو پڑھنا عبادت اور اس پر عمل کرنا دنیا کی سب سے بڑی عبادت ہے۔ کوئی بندہ ایسا نہیں ہوگا کہ اسے دوست کا خط ملے اور وہ اسے اٹھا کر الماری میں رکھ دے بلکہ وہ اسے پڑھے گا پھر اس کے مطابق

وہ کام کرے گا۔ کیا قرآن کی اتنی بھی اہمیت نہیں ہے کہ اس کو پڑھا جائے اور اس کے مطابق عمل کیا جائے؟ اگر ہم اس کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں تو پھر اس کو سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔

خصوصی رحمتوں کا مہینہ:

ارشاد فرمایا، رمضان المبارک کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا مہینہ ہے۔ تمام کی تمام آسمانی کتابیں رمضان کے مہینے میں نازل کی گئیں، گویا یہ بہت خاص مہینہ ہے۔ حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، رمضان کے پہلے دس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ہیں، دوسرے دس دن مغفرت کے ہیں اور آخری دس دن جہنم کی آگ سے آزادی کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سال میں یہ ایسا مہینہ بنا دیا کہ اگر اس مہینے میں بندے اپنی زندگی بھر کے گناہوں کو بخشوانا چاہیں تو بخشوا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے گناہوں کو اپنی رحمت کے پانی سے دھو ڈالتے ہیں۔ معافی مانگنا بندے کا کام ہے اسکو قبول کرنا اللہ رب العزت کا کام ہے۔ انسان خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو جب وہ سچے دل سے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ رب العزت اسے اپنی رحمت کی چادر سے ڈھانپ لیتا ہے۔ انسان گناہ پہ گناہ کرتا چلا جاتا ہے، بظاہر وہ کسی کی نہیں سنتا مگر اس کے اندر کا انسان اس کا ضمیر اسے جھنجھوڑتا رہتا ہے، اسے ملامت کرتا ہے۔ یہی اندر کا انسان آخر اسے معافی کا راستہ دکھا دیتا ہے

رحمت الٰہی:

ارشاد فرمایا، شیطان کو مردود قرار دیا گیا تو اس نے چیلنج کیا کہ اے اللہ! میں

تیرے بندوں کو ورغلاؤں گا، بہکاؤں گا حتیٰ کہ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ تو اکثر لوگوں کو شکر گزار نہیں پائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آ گئی۔ فرمایا ''مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! جب بھی وہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر مجھ سے معافی مانگیں گے، میرے آگے گردن جھکائیں گے، میں انہیں بخش دوں گا'' یہ حقیقت ہے کہ ہمارے مانگنے میں کمی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے دینے میں کمی نہیں ہوتی۔ ایک دفعہ مجنوں کا باپ اسے پکڑ کر کعبہ میں لے گیا اور اسے کہا کہ تم لیلیٰ کی محبت سے توبہ کرو۔ مجنوں نے اس طرح سے معافی مانگی۔ '' اے اللہ! میں تمام گناہوں سے معافی مانگتا ہوں لیکن لیلیٰ کی محبت سے معافی نہیں مانگ سکتا'' اسی طرح ہم لوگ نامحرموں کی نفسانی محبت اور دنیا پرستی کی محبت سے توبہ نہیں کرتے اور اللہ کی محبت چاہتے ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جب تک ہمارے دل اس نفسانی محبت کی بیماری سے پاک نہیں ہوں گے تب تک ان میں اللہ کی محبت پیدا نہیں ہو سکتی۔

دعا کی قبولیت:

ارشاد فرمایا، افطاری کے وقت کی دعا قبول ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، تین دعائیں ایسی ہیں جن کے مقبول ہونے میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے۔

1. مسافر کی دعا۔
2. مظلوم کی دعا۔
3. والدین کی دعا اپنی اولاد کیلئے۔ (ابوداؤد)

ایک اور روایت کا مفہوم ہے کہ تین دعائیں ایسی ہیں جو لازمی قبول ہوتی ہیں۔

① روزہ دار کی دعا افطار کرنے سے پہلے تک۔

② مظلوم کی دعا جب تک کہ اسے نصرت و مدد نہ دی جائے۔

③ مسافر کی دعا جب تک کہ وہ اپنے گھر واپس آئے۔

ایک اور حدیث کا مفہوم ہے دو دعائیں ایسی ہیں کہ ان میں اور اللہ تک پہنچنے میں کوئی حجاب نہیں۔

① مظلوم کی دعا

② کسی مسلمان کی اپنی بھائی کے پیٹھ پیچھے دعا۔

اگر کوئی بزرگ کوئی ولی اللہ یہ کہہ دے کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ اس وقت جو بھی دعا مانگیں گے وہ قبول ہوگی، تو ہم بڑے اہتمام سے ان کی بات مان کر دعائیں مانگیں گے۔ بھلا سوچیں حضور ﷺ تو سید الانبیاء ہیں، آپ ﷺ کی کہی ہوئی بات تو سو فیصد سچی ہوگی۔ لہٰذا حدیث پاک کے مطابق روزہ دار کو افطار سے پہلے خود دعا کرنی چاہئے۔

اللہ سے اللہ کو مانگنا:

ارشاد فرمایا، اگر کچھ لوگ کسی سخی کے دروازے پر چل کر جائیں تو وہ انہیں واپس نہیں کرتا، پھر جو سخیوں کا سخی ہے یعنی سخیوں کو عطا کرنے والا ہے کیا وہ ہماری معافی قبول نہیں کرے گا۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

دنیا دار کیلئے کسی کو اپنے در سے خالی واپس کرنا مشکل ہو سکتا ہے مگر اللہ رب العزت کیلئے تمام انسانوں کو معاف کر دینا کوئی مشکل نہیں ہے۔ وما ذالک

علی اللہ بعزیز۔

ایک بزرگ کا واقعہ سناتے ہوئے ارشاد فرمایا، جب وہ مجمع میں دعا مانگا کرتے تو فرماتے تھے کہ دعا منظور ہوگئی ہے۔ کسی نے کہا، حضرت! آپ کیسے تسلی دلوا سکتے ہیں کہ دعا قبول ہوئی یا نہیں؟ انہوں نے پوچھا کہ بتاؤ اگر اتنے لوگ کسی دنیا دار کے دروازے پر جا کر ایک پیسہ مانگیں تو بتاؤ وہ دے گا یا انکار کرے گا؟ اس نے کہا، ضرور دے گا۔ فرمایا، اتنے لوگ جو مل کر معافی مانگ رہے ہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کیلئے کسی آدمی کے چار آنے دینے سے بھی آسان ہے۔ اللہ سے اللہ ہی کو مانگئے۔ زر، زن، زمین اور کاروبار مانگنے والے تو بہت ہیں مگر اللہ سے اللہ کو مانگنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ ارشاد فرمایا، زندگی میں ہماری نفس اور شیطان کے ساتھ جنگ ہے لیکن فتح انشاء اللہ ہمارے قدم چومے گی۔ جب ہم یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں کلمے پر موت نصیب کرنا تو اس کا مطلب یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے یقینی فتح مانگتے ہیں تاکہ ہمارا دشمن (شیطان) ناکام و نامراد ہو جائے۔ کلمہ پر موت نصیب ہونا تمام صالحین کی تمنا ہوتی ہے اسی لئے وہ ہمیشہ اس کیلئے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کلمے پر موت نصیب فرمائے۔

انسان کے گناہ اور اللہ کی رحمت:

ارشاد فرمایا، اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں کامیابی کیلئے دعائیں مانگیں۔ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ ہماری ایسی مدد فرمائیں گے کہ ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم بدر والا ایمان پیدا کریں۔

؎ فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

موت سے پہلے توبہ کر لیں، آج بھی حالت بدل سکتی ہے بلکہ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کی برائیوں کو معاف کرنے پہ آتا ہے تو انہیں نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ ناامیدی کی کوئی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرما دیا لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ''اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا'' جیسی نیت ہوتی ہے ویسی ہی مراد مل جاتی ہے۔ حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ اگر انسان کے گناہ زمین کے ذرات، درختوں کے پتوں اور آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں پھر بھی اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کو اپنی طرف بلاتے ہیں ''اے بندے! اگر تو سو دفعہ توبہ کر کے توڑ دے پھر بھی آ جا میرا در تو کھلا ہے، میں تجھے معاف کر دوں گا''

طاقتور ایمان اور کمزور ایمان:

ارشاد فرمایا، جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو ناقابل تسخیر قلعے بھی فتح کروا دیتا ہے۔ بنو قریظہ کے یہودی اپنے ہاتھوں سے اپنے قلعوں کو گراتے اور خراب کرتے تھے یہی فتوحات نبی کریم ﷺ کی برکات ہیں۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

جو انسان اللہ رب العزت سے ڈرتا ہے اور اس کے حکموں کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے تو کامیاب ہو جاتا ہے۔ رمضان المبارک کے مہینے کا مطلب ہے کہ ہم اپنی پہلی زندگی کا جائزہ لیں اور محاسبہ کریں اور زندگی میں انقلاب برپا کریں۔ ایمان کی طاقت کے بارے میں مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا، اگر ایک کراٹے کا ماہر جوان ہو تو وہ اپنی بہادری سے دس بندوں کا مقابلہ کرے گا اور اگر ایک ٹی بی کا مریض ہو تو وہ ایک بندے کا بھی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ یہی طاقتور ایمان اور کمزور ایمان کے درمیان فرق ہے۔ جتنا انسان گناہوں سے بچتا ہے اتنا اس کا ایمان قوی ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر انسان گناہ کرنے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اسکی دعاؤں کو ہمیشہ قبول فرماتے ہیں۔

رمضان کے بابرکت لمحات:

ارشاد فرمایا، رمضان کا ایک ایک لمحہ برکتوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے، شاید اللہ تعالیٰ ہماری زندگی کو نیکیوں سے سجا دے۔ رمضان میں اللہ تعالیٰ بھی نیکیوں کے ریٹ بڑھا دیتے ہیں گویا کہ جنت کی سیل لگا دیتے ہیں۔ پورا سال تو ہم یونہی ضائع کر دیتے ہیں اگر رمضان المبارک کے چند دن ہی محنت سے گزار لیں تو شاید یہی لمحات آخرت میں نجات کا ذریعہ بن جائیں۔ ماہ رمضان اس لئے آتا ہے کہ انسان سچے دل سے توبہ کر لے، اپنی گزشتہ زندگی پر نادم ہو کر روئے، گڑگڑائے، اپنا محاسبہ کرے اور آئندہ نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی کے لئے دعائیں مانگے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ و طہارت والی زندگی نصیب فرمائے۔

مجلس 2

دل کی اہمیت

لاہور

دل...... چھوٹا سا ٹکڑا:

ارشاد فرمایا، یہ دل بھی عجیب چیز ہے ، ہے تو یہ چھوٹا سا ٹکڑا لیکن اہمیت کے لحاظ سے اس کا جواب نہیں ہے۔ یہ چھوٹی سی چیز بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے

ذرا سا تو دل ہوں مگر شوخ اتنا
وہی لن ترانی سنا چاہتا ہوں

دل کی بیماریاں بڑی اہم ہوتی ہیں۔ بعض اوقات نہایت خطرناک ثابت ہوتی ہیں خواہ یہ بیماریاں جسمانی ہوں یا روحانی۔ اگر انسان ان بیماریوں کی قبل از وقت روک تھام نہ کرے تو یہ انسان کو تباہی کے گڑھے تک پہنچا دیتی ہیں۔ اس دل پر اگر محنت نہ کی جائے تو یہ دل سِل بن جاتا ہے بلکہ سِل سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

”پھر تمہارے دل سخت ہو گئے پس پتھر کی طرح ہو گئے یا پتھر سے بھی زیادہ سخت“ (القرآن)

ساری زندگی غفلت کر کے انسان ایسے موڑ پر آ جاتا ہے کہ دل بہت سخت ہو جاتا ہے۔ جب دل سخت ہو جائے تو گناہ کا احساس بھی دل سے مٹ جاتا ہے۔ زبان سے غیبت کر دی، دل میں کوئی ندامت نہ ہوئی۔ آنکھ سے بدنظری ہوئی دل میں کچھ احساس ندامت نہ ہوا۔ غرض گناہ کر کے دل پر کیا گزری کچھ پرواہ ہی نہیں ہوتی۔ جیسے زکام کے مریض کے پاس اگر کستوری بھی لے آئیں تو وہ پہچان نہیں کر سکے گا۔ اسی طرح دل روحانی بیماریوں کی وجہ سے نیکی و بدی میں پہچان نہیں کر سکتا۔

دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے:

ارشاد فرمایا، بعض اوقات انسان ایسے بول بولتا ہے کہ زمین کہتی ہے، اے اللہ! مجھے اجازت دے کہ میں اسے نگل جاؤں لیکن دل ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ انسان اپنے گھر کو خوبصورت بنانے کیلئے کتنی تگ و دو کرتا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اس گھر میں رہنا بھی نصیب ہوگا کہ نہیں اور دل جو کہ اللہ کا گھر ہے اس پر محنت کر کے اس کو خوبصورت بنانے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ یہ دل اگر بن جائے، سنور جائے تو یہ ہیرے، موتی اور سونے چاندی سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ اس سے بڑھ کر قیمتی کوئی اور شے نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر بگڑ جائے تو اس سے بری بھی کوئی اور شے نہیں ہوتی ہے۔ قیامت کے دن زبان پر مہر لگا دی جائے گی اور دل ٹیپ ریکارڈر کی طرح بجے گا اور کہے گا کہ فلاں فلاں سے محبت تھی اللہ سے محبت نہیں تھی۔ اس دل پر محنت نہ کی جائے تو یہ صنم خانہ اور بت خانہ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو دلوں کا بیوپاری ہے اس کی نظر ہمارے دلوں پر ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ کو الہام دل پر ہوتا ہے۔ دل پر ہی الہام و کیفیات کا ورود

ہوتا ہے۔اس لئے کہ یہ دل اللہ تعالیٰ ہی کیلئے مخصوص ہے یہ دنیاوی محبتیں سمیٹنے کیلئے نہیں ہے۔اگر دل صاف نہیں ہوگا، گناہوں سے پاک نہیں ہوگا تو یہ آلودہ اور داغدار دل اللہ تعالیٰ کیسے قبول فرمائیں گے۔خود انسان اگر اپنی حالت پر غور کرے تو وہ ایک روپے کے عوض داغدار سیب کو قبول نہیں کرتا پھر اللہ رب العزت اپنی جنتوں کے بدلے داغدار دلوں کو کیسے قبول کریں گے۔

اچھے برے اثرات کا عکس:

بعض اوقات انسان ظاہر میں تو جاگتا ہے، دیکھتا ہے، سنتا ہے لیکن اندر میں مرا ہوا ہوتا ہے۔ جب انسان کا دل بیدار نہیں ہوتا تو وہ بظاہر تندرست نظر آتا ہے درحقیقت بیمار ہوتا ہے۔اگر دل بیمار ہے تو اعمال میں بھی جان نہیں ہوگی۔کاش یہ چیز انسان کی سمجھ میں آجائے۔

مصحفی ہم تو سمجھتے تھے کہ ہوگا کوئی زخم
تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا

یہ دل بڑی ہی قیمتی اور نازک شئے ہے۔یہ بیرونی اثرات کو فوراً قبول کر لیتا ہے۔اگر اچھے دوستوں کے ساتھ اچھی صحبت میں بیٹھیں گے تو دل پر اچھے اثرات پڑیں گے اور اگر برے دوستوں کے ساتھ بری صحبت میں بیٹھیں گے تو اثرات بھی برے پڑیں گے۔جس طرح جسم کو زندہ رہنے کیلئے روٹی یعنی غذا کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح دل کو زندہ رکھنے کیلئے بھی غذا کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ غذا اللہ کا ذکر ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

جب انسان کو ذکر میں لذت محسوس ہونے لگتی ہے تو خود بخود ہی اس کا دل گناہوں سے اور دنیا کی رنگینیوں سے اچاٹ ہو جاتا ہے۔ ذکر و فکر میں دل لگانے کی کوشش کرنے چاہیے۔

ادنیٰ سی بات کا اثر:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ ابوالحسن علی خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ذکر اسم ذات یعنی اللہ اللہ کرنے کے بڑے فضائل بیان کیے۔ حکیم بوعلی سینا بھی موجود تھے۔ انہوں نے سوال پوچھا کہ صرف ایک لفظ بار بار پڑھنے سے اتنے فائدے اور اتنا اثر کیسے ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اے خر! تو چہ دانی (اے گدھے! تجھے کیا پتہ)۔ حکیم صاحب یہ بات سن کر شرم سے پانی پانی ہو گئے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بات سمجھاتے ہوئے وضاحت کی کہ میری زبان سے گدھا کہنے کا اتنا اثر ہے کہ آپ شرم سے پانی پانی ہو گئے، آپ کا رنگ سرخ پڑ گیا۔ تو بھلا سوچیں کہ اگر اسی زبان سے اللہ کا نام لیں گے تو کتنا اثر ہوگا۔ ارشاد فرمایا، ذکر و فکر اور مراقبہ روحانی ترقی کیلئے ضروری ہے۔ مراقبے سے دل کی بیماریاں دور ہوتی ہیں۔ اللہ کے لئے گردن جھکانا، فیض کا انتظار کرنا بڑی سعادت ہے۔ دل میں یہ سوچ ہونی چاہیے کہ انوار و تجلیات کا ورود ہو رہا ہے اور دل سے گناہوں کی کثافت دھل رہی ہے

اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک انداز:

ارشاد فرمایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک آدمی تھا بہت سادہ لوح تھا مگر اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا تھا۔ ایک دن بیٹھا ہوا بڑی محبت

سے اللہ تعالیٰ سے باتیں کئے جا رہا تھا۔ اے اللہ! تو میرے پاس آ، میں تیرے سر میں کنگھی کروں، تجھے تیل لگاؤں، تیری آنکھوں میں سرمہ لگاؤں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ علیہ السلام نے یہ ساری باتیں سن کر فرمایا'' اے بندے! تو یہ کیا کہہ رہا ہے اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک ہے، اسے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رعب دیکھ کر وہ آدمی سہم کر رہ گیا۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی جس کا مفہوم کسی نے یوں بیان کیا'' تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی'' (آپ کو جوڑنے کے لئے بھیجا گیا تھا توڑنے کے لئے نہیں بھیجا گیا تھا)

وہ آدمی جو کچھ کہہ رہا تھا وہ بھی محبت کا ایک انداز تھا۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

الاعمال شوق الابرار الی لقائی وانا الیھم لاشد شوقا

'' جان لو میرے بندوں کا شوق میری ملاقات کیلئے بڑھ گیا اور میں ان کی ملاقات کیلئے ان سے بھی زیادہ مشتاق ہوں''

ایک دفعہ انگریزی کی ایک کتاب نظر سے گزری، یہ فقرہ اچھا لگا، دل نے چاہا کہ وقت کا احساس پیدا کرنے کیلئے آپ کو سنا دوں

Suddenly I realised that the days coming and going are my life.

'' اچانک مجھے احساس ہوا کہ یہی جو دن رات گزرتے جا رہے ہیں یہی میری زندگی ہے''۔

زندگی کا دورانیہ بڑا مختصر ہے۔ اگر اللہ کی محبت میں گذر جائے تو یہ گھڑیاں بڑی انمول ہو جائیں گی۔ یہ زندگی تو نہایت مختصر ہے مگر اس زندگی کا پھل اگلی زندگی میں کاٹیں گے جو کہ نہایت طویل ہے۔

دل کے جاگنے کی علامت:

ارشاد فرمایا، دل کے جاگنے کی علامت یہ ہے کہ انسان آخرت کی تیاری میں لگ جائے، اس کے لئے فکر مند ہو جائے۔ دنیا دار کا دل ہر وقت دنیا کی سوچ میں مگن رہتا ہے اور ایک مومن کا دل ہر وقت اللہ کی یاد میں اور فکر آخرت میں لگا رہتا ہے۔ انسان کی بیجا خواہشات ہی اکثر اس کے راستے کی رکاوٹ بنتی ہیں۔ دنیا میں جدھر دیکھیں ہر چیز کے پرستار نظر آتے ہیں، کہیں زن پرستی، کہیں زر پرستی، کہیں بت پرستی، تو کہیں نفس پرستی ہے۔ آجکل ہوس پرستی تو اتنی ہے کہ ہر چیز کے حصول کیلئے تن من دھن لگا دیں گے لیکن اللہ کے بارے میں غافل ہوں گے۔ ایک ہوتی ہے حق پرستی یہ تو کچھ اور ہی چیز ہوتی ہے، اس کا انوکھا مزا ہوتا ہے، یہ حق پرستی اللہ کے ولیوں کیلئے خاص ہے۔ ان کے دلوں میں ایک ذرہ کے برابر بھی غیر اللہ کیلئے گنجائش نہیں ہوتی۔ جو لوگ اللہ کے ولی ہوتے ہیں، اللہ کے پیارے ہوتے ہیں، جن کے دل زندہ ہوتے ہیں وہ لوگوں کے دلوں کو پڑھنے کی اہلیت رکھتے ہیں چہروں اور پیشانیوں کو پڑھ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر خصوصی فضل ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو دیکھتے ہیں ان کے روحانی امراض کا پتہ چلا لیتے ہیں۔ جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے اور وہ خراب ہو جاتا ہے اس طرح دل بھی اگر بے کار پڑے رہیں تو انہیں زنگ لگ جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ روایت کرتے ہیں کہ ہر چیز کی ایک پالش ہوتی ہے جس سے وہ

چیز چمک اٹھتی ہے۔ اسی طرح دلوں کی پالش اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے جو دلوں کو روشن کر دیتا ہے اس ذکر کی وجہ سے دل جگمگا اٹھتے ہیں۔

تیرے سوا معبود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا مقصود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانہ ء دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے تیرے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے بس تا دم آخر ورد زبان اے میرے الہ
لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ
مجھ کو سراپا ذکر بنا دے ذکر تیرا اے میرے خدا
نکلے میرے ہر بن مو سے ذکر تیرا اے میرے خدا
اب تو کبھی چھوڑے نہ چھوٹے ذکر تیرا اے میرے خدا
حلق سے نکلے سانس کے بدلے ذکر تیرا اے میرے خدا
پہلو میں جب تک قلب رہے اور تن میں جب تک جان رہے
لب پہ تیرا ہی نام رہے اور دل میں تیرا ہی دھیان رہے
جذب میں ہر آن ہوش رہے اور عقل میری حیران رہے
لیکن تجھ سے غافل ہرگز نہ دل مرا اک آن رہے

اللہ والوں کے تو ہر بال کی جڑ میں زبان ہوتی ہے جس سے وہ ذکر کرتے ہیں لیکن آج کے عام مسلمان دل سے تو کیا زبان کے ذکر سے بھی ناواقف

ہوتے جارہے ہیں۔ اگر زبان ہی ذکر نہیں کرتی تو دل بے چارہ کیا کرے گا

اے لا الہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتار دلبرانہ کردار قاہرانہ
تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذب قلندرانہ
تعمیر آشیاں سے میں نے یہ راز پایا
اہل جنوں کے حق میں بجلی ہے آشیانہ

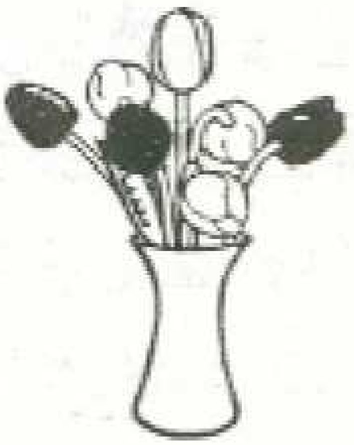

مجلس 3

اللہ کی یاد کے مزے

لاہور

نیک بخت انسان:

ارشاد فرمایا، اللہ رب العزت کی نظر انسان کے دل پر اور اعمال پر ہوتی ہے۔ جن لوگوں کو اللہ رب العزت نیک اعمال کا شوق عطا کر دے وہ نیک بخت ہیں لیکن ہمارے معاشرے میں نیک بختی کی علامت اعمال کی بجائے مال پیسے کو سمجھا جاتا ہے۔ مال والے کو بخت والا نہیں کہتے بلکہ نیک اعمال والے کو بخت والا کہتے ہیں۔ مومن کا دل تو نیکیوں سے بھرتا ہی نہیں ہے یہاں تک کہ موت اسے آجاتی ہے مگر نیکیوں کا وہ حریص ہی رہتا ہے۔

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ کی ہیں۔ انہوں نے پھر عرض کیا کہ میرے اباجی کی کتنی ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی غار ثور میں قیام کے دوران کی جانے والی نیکیاں آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ سفر ہجرت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سائے

کی طرح نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے۔ کبھی ایک طرف سے آڑ کرتے کبھی دوسری طرف سے۔ حضور ﷺ نے پوچھا، ابوبکر ؓ کیا بات ہے؟ بار بار ادھر ادھر کیوں ہو رہے ہو؟ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! دائیں جانب خطرہ محسوس ہوتا ہے تو میں آپ ﷺ کے دائیں جانب ہو جاتا ہوں کبھی بائیں جانب خطرہ محسوس ہوتا ہے تو میں بائیں طرف ہو جاتا ہوں۔ سبحان اللہ، جس طرح پروانہ شمع کے گرد طواف کرتا ہے اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق ؓ نبی علیہ السلام کے اردگرد چکر لگا رہے تھے۔ ارشاد فرمایا، اولیاء اللہ نیکی کرتے ہیں تو چھپا لیتے ہیں مگر عام آدمی نیکیاں کرتا ہے تو جتانے لگتا ہے۔ وہ اپنی بے احتیاطی یعنی ریا اور عجب کی وجہ سے ان نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے۔ صدقہ، خیرات اور کئی دوسری نیکیاں عام آدمی بھی کرتا ہے لیکن وہ انہیں دکھاوے کے باعث کھو بیٹھتا ہے اور اجر سے محروم رہ جاتا ہے۔

تیرے سوا کوئی نہیں:

ارشاد فرمایا، کسی کو رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا خواب میں نظر آئیں۔ اس نے پوچھا، اماں! کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا، منکر نکیر مجھ سے پوچھنے کیلئے آئے کہ تیرا رب کون ہے؟ میں نے جواب دیا کہ آپ جا کر اللہ تعالیٰ سے کہہ دو کہ اے اللہ! تو اتنی بے شمار مخلوق میں سے اک مجھ بوڑھی کو نہیں بھولا تو میں تجھے کیسے بھلا سکتی ہوں میرا تو تیرے سوا کوئی ہے ہی نہیں۔

اگر کوئی آقا کسی غلام سے ناراض ہو جائے تو غلام بار بار اپنے کئے پر نادم ہو کر معافی مانگتا ہے اور یہی کہتا ہے کہ آقا! جو غلطی کر بیٹھا ہوں اس کو معاف کر دیجئے آئندہ احتیاط کروں گا۔ اس کے بعد وہ غلام اپنے آقا کو خوش کرنے کیلئے

بھاگ بھاگ کر کام کرتا ہے اور اپنا کھویا ہوا مقام بحال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہر مسلمان کو یہ مثال سامنے رکھنی چاہیے۔ پہلے تو ندامت سے اپنے گناہوں پر رو رو کر اللہ رب العزت سے معافی مانگے اور پھر بڑھ چڑھ کر نیکیاں کمائے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے ''جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے بعد اس کی تلافی کیلئے زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرو''۔ برائی کے بعد جب اچھائی ہوگی تو یہ اچھائی اس گزشتہ برائی کے اثرات کو ختم کر دے گی۔ ارشاد فرمایا، دوست کی باتیں سن کر دل خوش ہوتا ہے۔ جب دوستی اللہ تعالیٰ سے ہو تو ذکر الٰہی سے دل خوش ہوتا ہے، ایک عجیب سی مسرت ہوتی ہے۔ ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک بزرگ کہیں جا رہے تھے، راستے میں دیکھا کہ ایک بچہ کسی بوڑھے شخص کو پتھر مار رہا ہے۔ اس کی دیکھا دیکھی دوسرے بچے بھی پتھر مارنے لگے۔ بزرگ نے بچوں سے پوچھا کہ اس کو کیوں پتھر مار رہے ہو؟ وہ کہنے لگے کہ یہ بوڑھا کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہوں، بھلا یہ کیسے دیکھ سکتا ہے۔ یہ بات سن کر وہ بزرگ اس بوڑھے کے پاس گئے اور پوچھا کہ کیا واقعی تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے؟ بوڑھے نے شعر پڑھا

خیالک فی عینی و ذکرک فی فمی
شواک فی قلبی فاین تغیب

''اے محبوب! تیرا تصور میری آنکھوں میں ہے، تیرا ذکر میرے ہونٹوں پر ہے، تیری یاد میرے دل میں ہے، میرے اللہ تو مجھے کیسے بھول سکتا ہے''

محبت الٰہی میں اس درجہ کی شدت ہے کہ کسی اور کا احساس بھی دل سے مٹ گیا تھا۔

جنت میں جنتیوں کے مزے:

ارشاد فرمایا، اکثر یہ بات ذہن میں رہتی ہے کہ اے حسن کے پیدا کرنے

والے! تو کتنا حسین ہوگا۔ جب جنتی جنت میں جائیں گے تو دنیا کی سب تکلیفوں اور آزمائشوں کو بھول جائیں گے۔ اتنی نعمتوں سے نوازے جائیں گے کہ انسان ان کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جب وہ جنت کی روٹی کھائیں گے تو اس روٹی میں دنیا کی تمام نعمتوں کے مزے آجائیں گے۔ جنتی 70 سال تک بے ہوش رہیں گے کیونکہ لوگ جنت کے حسن کو دیکھ کر بے خود ہو جائیں گے۔ بھئی سوچیں جنت کو پیدا کرنے والی وہ بابرکت ذات خود کس قدر حسین ہوگی۔ ایک بڑی عجیب بات ہے جسے یاد کر کے لطف آجاتا ہے۔ ایک دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ جنت عدن میں اپنی زیارت کراؤں گا، لوگ تیاریاں کریں گے۔ وہاں حضرت داؤد علیہ السلام لحن داؤدی میں تلاوت قرآن فرمائیں گے، عجیب کیفیت ہوگی۔ اولیاء اللہ بھی موجود ہوں گے اور ان کے جوتے سیدھے کرنے والے مومن بھی موجود ہوں گے۔ کیسا حسین منظر ہوگا، اس کے سامنے یہ دنیا اور اس کا ساز و سامان کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس دنیا میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے دل پر عجیب قسم کی کیفیات نازل ہوتی ہیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ موت سے آدمی مر جاتے ہیں۔ فرمایا، مرتے نہیں ہیں انتقال کرتے ہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔ جن کے رگ و ریشے میں ذکر جاری ہوتا ہے تو وہ قبروں میں بھی زندہ رہتے ہیں۔ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ عبد الغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے کئی گھنٹے بعد بھی ڈاکٹر یہ کہہ رہے تھے کہ ان کا دل بیدار ہے شاید یہ ابھی فوت نہیں ہوئے۔ ان کے خلیفہ حضرت عبد اللہ نے ڈاکٹروں سے کہا ''جس دل نے لاکھوں دلوں کو زندہ کر دیا ہو وہ بھلا کیسے مر سکتا ہے''۔

مجلس 4

مسافر خانہ

جھنگ

رسمی تقریر:

ارشاد فرمایا، یہ کوئی رسمی یا رواجی تقریر نہیں ہے نہ ہی یہ عاجز فن تقریر سے بطور فن کے واقف ہے۔ یہ باتیں تو اللہ ہی کی ہیں، یہ اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں، سمجھنے اور سبق سیکھنے کیلئے تھوڑی سی بات ہی کافی ہوتی ہے۔ نہ سمجھنے اور نہ سیکھنے والے کیلئے بڑے بڑے واعظ بھی ناکافی ہوتے ہیں۔ اللہ والوں کی مجلس میں طالب صادق بن کر بیٹھیں گے تو ضرور کچھ نہ کچھ حاصل ہو جائے گا۔ یہ بات اہل دل سے پوچھ کر دیکھیں کہ اللہ والوں کی محفل میں دل پر کیسی واردات ہوتی ہے۔ انسان اس دنیا میں نہ اپنی مرضی سے آیا ہے نہ اپنی مرضی سے جائے گا۔ اس کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ درمیانی وقفے کو اپنی مرضی سے گزارے۔ یہ زندگی اللہ کی امانت ہے اسے اللہ کے حکم کے مطابق بسر کیجئے۔ اس امانت میں خیانت نہ کیجئے۔ بندہ وہی ہوتا ہے جس میں بندگی ہو ورنہ تو سراسر گندہ ہوتا ہے جھوٹ اور فریب کا پلندہ ہوتا ہے۔

دنیا ایک مسافر خانہ ہے:

ارشاد فرمایا، یہ دنیا ایک سرائے ہے ہم سب کے سب یہاں پر مسافر ہیں۔ یہ دنیا امتحان گاہ ہے جبکہ ہم نے اسے چراگاہ سمجھ لیا ہے۔ زندگی کا ہر گزرنے والا لمحہ ہمیں موت سے قریب تر کر رہا ہے۔ جو سورج آج غروب ہوا ہے پھر لوٹ کر نہیں آئے گا۔ یہ مہلت زندگی انتہائی قیمتی ہے اس کی قدر کر لیجئے۔ ارشاد فرمایا، اے انسان! اگر تو قدر کرنے والا ہو تو تیری ہر رات شب قدر ہے۔ اللہ والے اپنے وقت کی اتنی قدر کرتے ہیں کہ وہ اپنی ہر شب کو شب قدر کی طرح اہم سمجھتے ہیں کیونکہ جو شب گزر گئی وہ پھر واپس نہیں مل سکتی۔ لطف کی بات تو یہ ہے کہ ہم زندگی میں بندگی کر جائیں۔

؎ زندگی	آمد	برائے	بندگی
زندگی	بے	بندگی	شرمندگی

ہم لوگ تو دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں کہ شاید تیاری کیلئے پھر آگے کوئی وقت ملے گا۔ ہم یہی سوچتے رہتے ہیں کہ آج نیکی کر لیں پھر سوچتے ہیں نہیں کل کر لیں گے۔ ایسے کرتے کرتے زندگی گزر جاتی ہے مرنے کے بعد ہمیں اس زندگی پر رونا پڑے گا۔

موت کیلئے انسان کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے "نیکی کل کر لیں گے" اپنے آپ کو یہ دھوکا دینے والوں کی مثال تو ایسے ہے کہ جیسے کہیں آگ لگ جائے، اس وقت انسان کنواں کھودنے لگ جائے کہ اس سے پانی نکال کر آگ بجھائیں گے۔ موت کیلئے تیاری آج ہی کر لینی چاہیے کل کا انتظار بے سود ہے۔

موت کی تکلیف:

ارشاد فرمایا، موت کی تکلیف اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ انسان کو اس وقت سب کچھ بھول جاتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ موت کی تکلیف انسان کو دیگ میں بھون دینے سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہے۔ ''غور کیجئے کہ اگر انگلی کاٹ دیں تو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ جسم کے ایک حصے سے روح نکلتی ہے تو اتنی تکلیف ہوتی ہے جب پورے جسم سے نکلے گی تو کس قدر تکلیف ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ موت کی تکلیف ایسے ہے گویا زندہ بکری کی کھال اتاری جارہی ہو'' حدیث پاک کا مفہوم ہے۔ ''ہر انسان کی قبر اسے دن میں 70 دفعہ یاد کرتی ہے'' کاش ہم ایک دفعہ بھی اس کو یاد کرلیں تو کامیاب ہو جائیں۔ موت کی تکلیف کا ایک قطرہ اگر پہاڑوں پر ڈال دیا جائے تو وہ پگھل کر ختم ہو جائیں۔ ہم موت کو بھول جاتے ہیں۔ یہ مجالس آخرت کی تیاری کی یاد دلانے کیلئے ہی ہوتی ہیں تاکہ غافل دلوں کو جھنجھوڑا جائے۔

زندگی ادھار کا مال ہے:

ارشاد فرمایا، آج وقت ہے سچی پکی توبہ کرلیں۔ یہ زندگی توبہ کرنے کیلئے ہے۔ اس سے بڑھ کر پاگل کون ہوگا جو ادھار کے مال پر فریفتہ ہوکر پھر رہا ہو۔ یہ جوانی، یہ صحت، یہ زندگی ادھار کا مال ہے۔ یہ مہلت زندگی عنقریب ختم ہو جائیگی۔

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارہ

اگر کسی شخص نے کراچی جانا ہو تو پورا دن تیاری کیلئے لگا دے گا اور اگر اس

دنیا سے جانا ہو تو سوچیں کہ کتنی زیادہ تیاری کی ضرورت ہوگی۔ اچانک کہیں جانا پڑے تو ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں کہ تیاری کیسے ہوگی؟ ایک دن اسی طرح موت کا فرشتہ اچانک آ پہنچے گا اور ہم تیاری بھی نہیں کر سکیں گے۔ ذرا اس بات کو ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ ہمارا سفر آخرت بغیر تیاری کے کیسے گزرے گا؟ صحابہ کرام ﷺ نے حضور ﷺ سے پوچھا، سب انسانوں میں سے عقلمند انسان کون ہیں؟ ارشاد فرمایا، جو اکثر موت کا ذکر کرتے ہیں اور موت کی تیاری میں لگے رہتے ہیں وہ عقلمند انسان ہیں۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک کتاب میں لکھتے ہیں" اے انسان! شاید بازار میں وہ کپڑا آپہنچ چکا ہو جس سے تیرا کفن بنا ہے"۔

دنیا کا مکان اور ابدی مکان:

ارشاد فرمایا، کہ ایک دنیا کا مکان بنانا ہو تو سہولتوں کی فراہمی کیلئے کیا کیا پاپڑ بیلتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ اس مکان میں تو عارضی طور پر رہنا ہے۔ سہولیات کے بغیر بھی گزارا ہو جائے گا۔ اس مکان کی فکر ہونی چاہیے جس میں ہمیشہ کیلئے رہنا ہے، چھوٹی سی قبر ہی ہمارا مکان ہے۔ قبر کو بھی پیمائش کر کے بناتے ہیں کہ کہیں چھوٹی بڑی نہ ہو جائے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میری قبر ذرا کھلی اور بڑی ہونی چاہئے یا میری قبر میں مخمل کا بستر بچھا دیا جائے یا بجلی کا کنکشن فٹ کر دیا جائے حتیٰ کہ قبر میں تو انسان کیلئے ایک ذرا سا سوراخ بھی نہیں رکھ سکتے۔

ارشاد فرمایا، حضور ﷺ نے نزع کے وقت ایک صحابی ؓ کے سر کو اپنی گود میں لیا ہوا تھا کہ عزرائیل علیہ السلام جان نکالنے کیلئے انگلی ڈال رہے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے فرمایا، اس کی جان نرمی سے نکالنا۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ مجھے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپ ﷺ کے صحابی ؓ کی جان ایک انگلی سے نکالوں گا جبکہ دوسروں کی جان لینے کیلئے تو میں اپنے پنجے ان کے سینے میں گاڑ دیتا ہوں۔ ارشاد فرمایا، کیوں نہ ہم اپنے اللہ سے صلح کرلیں اور اسی دنیا میں انہی اوقات میں اپنے رب سے محبت کرلیں۔ ہم دل میں اس وقت کی قدر پیدا کرلیں۔ یہ گھر جسے ہم اتنے جتن کاٹ کے بناتے ہیں اس گھر میں رہتا کوئی اور ہے۔ کیوں نہ عقلمندی کریں اور اپنے آخرت کے گھر کی تیاری کرلیں جہاں ہم خود ہمیشہ کیلئے رہیں گے۔ کاش! ہم اس وقت کی قدر کرنے والے بن جائیں، موت کی تیاری کی فکر کرلیں۔ آج ہم کوشش کرلیں تو فائدے میں رہ جائیں گے عین موت کے وقت کچھ نہیں ہو سکے گا پھر گھبرا جائیں گے۔

؎ اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

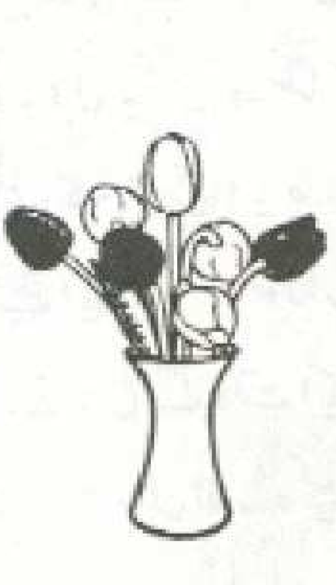

مجلس 5

زندگی کا مزہ

جھنگ

زندگی کا حقیقی مزا:

ارشاد فرمایا، جن لوگوں نے اپنے دل کو بنایا انہوں نے زندگی کا مزہ پایا۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عظمت عطا کی ہے۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد

''اللہ تعالیٰ تو انسان کی رگ جان سے بھی قریب ہے''

ارشاد فرمایا، نافہ ہرن کی ایک قسم ہے اس کی ناف میں کستوری بنتی ہے۔ جن دنوں کستوری بنتی ہے ان دنوں ہرن میں چستی آ جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کی مثال ہے۔ جب انہیں اللہ کی محبت کی مستی چڑھتی ہے تو کھانا، پینا، سونا بھول جاتا ہے۔ یہ ہے اللہ والا غم، جس کو یہ عطا کر دیتے ہیں اس پر رحم ہو جاتا ہے۔ کامیاب زندگی یہی ہے کہ انسان نیک کام کرے۔ موت برحق ہے مگر کفن کے ملنے میں شک ہے۔

وارث مان نہ کریں وارتاں دا
رب بے وارتا کر مار دا ای

اصول یہ ہے کہ جس کی زندگی محمود اس کی موت بھی محمود، جس کی زندگی مذموم اس کی موت بھی مذموم۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان برائی پر ساری زندگی گزار دے اور اس کی موت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آ جائے۔ جو شخص دنیا کی محبت سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ سے جڑ جاتا ہے وہ موت سے بھی نہیں مرتا۔ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کسی کو نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا، آگے کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا، فرشتے پوچھنے لگے، بڈھے کیا لائے ہو؟ جواب دیا، جب کوئی بادشاہ کے دربار میں آئے تو یہ نہیں پوچھتے کہ کیا لائے ہو بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ کیا لینے آئے ہو؟ ایک اور واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے فرشتوں نے پوچھا مـــن ربک؟ جواب دیا بھلا تم اتنی دور سے یعنی عرش سے نیچے آئے تو اللہ کو نہ بھولے میں روئے زمین سے دو گز نیچے آ کر اللہ کو کیسے بھول سکتا ہوں۔

سلسلہ نقشبندیہ کی برکات:

ارشاد فرمایا، اس سلسلے کی برکت سے موت کے وقت بڑی آسانی ہوتی ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے فیوضات کی برکات جب محسوس ہوتی ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس سے تعلق رکھنے سے کتنا فائدہ ہوتا ہے۔ الحمد للہ اس سلسلے کے متبع سنت بزرگ سے بیعت کرنے سے موت کے وقت بفضل الٰہی کلمہ نصیب ہو جاتا ہے۔

مجلس 6

الحمدللہ کی برکات

لاہور

مقصد انسانیت:

ارشاد فرمایا، انسان درخت نہیں کہ کھڑا رہے، پتھر نہیں کہ پڑا رہے بلکہ انسان اشرف المخلوقات ہے، اسے چاہئے کہ یادالٰہی میں لگا رہے۔ بادشاہوں کا کلام شاہی کلام ہوتا ہے۔ یہ قرآن اس ذات کا کلام ہے جس نے ''کن'' کہہ کر جہان کو بنا دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ایک لفظ ''کن'' میں اتنی طاقت ہے تو دوسرے الفاظ میں کتنی طاقت ہوگی۔

ضدین کا مجموعہ:

ارشاد فرمایا، انسان ضدین کا مجموعہ ہے۔ مثلاً زبان بولتی ہے لیکن دوسرے اعضاء نہیں بولتے، آنکھ دیکھتی ہے دوسرے اعضاء دیکھ نہیں سکتے۔ روح ایک ایسی چیز ہے جس نے فلسفیوں کو بھی حیرت زدہ کر دیا ہے۔ روح نے تمام اعضاء کو یک جان بنا دیا ہے اسی طرح ماں باپ، بہن بھائی اپنی حیثیت کے اعتبار سے

ضدین ہیں لیکن ان میں اللہ تعالیٰ نے ایک روح پیدا کر دی، ایک جوڑنے والی چیز پیدا کر دی وہ دین ہے۔ دین کی موجودگی میں افراد خانہ اس طرح ایک بن کر کام کرتے ہیں جس طرح روح کی موجودگی میں اعضاء ایک بن کر کام کرتے ہیں۔ یہ دین سیکھنے سے آئے گا۔ ارشاد فرمایا، لکڑی کو کیل سے جوڑ سکتے ہیں، لوہے کو ویلڈنگ سے جوڑ سکتے ہیں، کاغذ کو گوند سے جوڑ سکتے ہیں اسی طرح انسانوں کے دلوں کو دینداری سے جوڑا جا سکتا ہے۔

انفرادی اور اجتماعی زندگی میں صبر و ضبط پیدا کرنا ہوگا یہ مقناطیس ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی مدد کھینچی جا سکتی ہے۔

الحمد للہ کی برکات:

ارشاد فرمایا، امریکہ میں ایک انگریز فوجی تھا اور ڈپریشن کا مریض تھا۔ اس نے ایک کمرے کو مسجد بنا رکھا تھا جب بھی وہ زیادہ پریشان ہوتا، ادھر مسجد میں بیٹھ کر الحمد کی تلاوت کرتا۔ اسے سکون ہو جاتا۔ وہ اس کے معانی و مقصد سے ناآشنا تھا پھر بھی جب وہ پڑھتا اسے سکون مل جاتا۔ وہ ہمارے ایک دوست سے ملاقات کیلئے آیا اور پوچھنے پر اس نے بتایا کہ یہ سورۃ اسے مصر کے آدمی نے سکھائی تھی۔ بہت عرصہ ہو گیا یہ نسخہ وہ استعمال کر رہا تھا اور الحمد للہ اس نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تاثیر ہی ایسی ہے اسے اگر بغیر سمجھے بھی پڑھ لیا جائے تو اس کے اثرات ہوتے ہیں۔ ارشاد فرمایا، ہم کہیں بھی کسی بھی ملک میں چلے جائیں اپنی شناخت کو نہ بھولیں۔ اپنے آپ کو مسلمان پہلے سمجھیں، باقی اور کچھ بعد میں۔ پہلے ہم مسلمان ہیں پھر ڈاکٹر، انجینئر جو بھی ہیں وہ بعد میں ہیں۔

نوجوانوں میں حرارت:

ارشاد فرمایا، اس عاجز کے ساتھ پولینڈ کے ایک انجینئر تھے۔ایک دن انجینئر صاحب کہنے لگے کہ آئندہ 50 سال میں یہاں کمیونزم ہوگا۔ میں نے کہا، نہیں۔ابھی اس دین کے نوجوانوں میں حرارت ہے ایسا نہیں ہوگا

Neither East nor westIslam is the best

اگر اس قوم کے نوجوانوں کے اندر وہی رات کے آخری پہر جاگنے والا جذبہ پیدا ہو جائے تو انقلاب آ سکتا ہے۔ایک وہ وقت بھی تھا کہ نوجوان آدھی رات کے وقت اپنے رب کے سامنے آہ وزاری کیا کرتے تھے

تیری محفل بھی گئی چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے
دل تجھے دے بھی گئے، اپنا صلہ لے بھی گئے
آ کے بیٹھے بھی نہ تھے اور نکالے بھی گئے
آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

قرآن کو سمجھنا زیادہ آسان ہے:

ارشاد فرمایا، جو انجینئر بن سکتا ہے، ڈاکٹر بن سکتا ہے یا **M.B.A** کر سکتا ہے کیا وہ اس قرآن کو نہیں سمجھ سکتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے واشگاف الفاظ میں اعلان کر دیا ہے

"وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ"

(اور بے شک ہم نے قرآن کو سیکھنے کیلئے آسان کر دیا کوئی ہے سیکھنے والا)

ہم یہ نہیں کہتے کہ مصروفیت کا وقت قرآن پر لگاؤ بلکہ فارغ وقت ہی اس قرآن کو سمجھنے میں لگا دو، خدا کیلئے کچھ تو قرآن کیلئے وقت لگاؤ۔ حالات جس طرح کے بھی ہوں اگر ہم اپنے آپ کو درست کر لیں تو کم از کم دنیا سے ایک برا انسان تو کم ہو جائے گا۔ ہمارے اندر وہ جذبہ ہے کہ ہم دریاؤں کے رخ موڑ سکتے ہیں۔ بس مضبوط قوت ارادی اور کامل ایمان کی ضرورت ہے۔

یاد کرتا ہے زمانہ ان انسانوں کو
روک دیتے ہیں جو بڑھتے ہوئے طوفانوں کو

اب آپ سب ارادہ کر لیں کہ ہم قرآن اور سیرت نبوی ﷺ کے سمجھنے کیلئے وقت لگائیں گے انشاء اللہ

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

مراقبہ کی حقیقت:

ارشاد فرمایا، جو کچھ دنیا میں ہے اس سے ہٹ کٹ کر بیٹھنے کا نام مراقبہ ہے حقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف پوری توجہ کر کے بیٹھنے کا نام مراقبہ ہے۔ اس ضمن میں ایک واقعہ ارشاد فرمایا، ایک دفعہ سویڈن میں 27 ملکوں کے انجینئر اکٹھے ہوئے۔ ماہرین نفسیات نے انہیں سکون دل حاصل کرنے کا طریقہ سکھایا۔ وہ ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ماہرین نے سب لائٹس بند کروا دیں اور انجینئر حضرات سے کہا کہ آنکھیں بند کر لیجئے اور ہر چیز کو بھول جائیے۔ یہ عاجز اس موقع پر موجود تھا۔ کچھ دیر گزری تو آنکھیں کھولنے کو کہا

کیا اور لائٹس روشن کر دیں ۔ پھر لوگوں کے تاثرات پوچھے تو پتہ چلا کہ سب نے بڑا سکون محسوس کیا ۔ اس عاجز نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ آپ نے یہ طریقہ اب دریافت کیا ہے اور ہمارے سلف صالحین 1400 سال پہلے سے یہ کرتے آرہے ہیں اور سکون محسوس کرتے ہیں ۔ یہ سن کر ایک یورپین عورت بولی ، آپ اسے وحی کے ذریعے معلوم کر چکے تھے جس کو ہم نے سائنس کے ذریعے سے ابھی معلوم کیا ہے ۔

مجلس 7

بدنگاہی کی تباہی

جامعہ زینب لاہور

بدنگاہی کا اثر بڑا گہرا ہوتا ہے:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کے اوپر چھوٹا سا اور جلدی بند ہونے والا پردہ بنایا ہے اس لئے کہ نظر کی حفاظت آسانی سے ہو سکے۔ کہیں انسان یہ نہ کہہ سکے کہ یہ پردہ مشکل سے بند ہوتا تھا اس لئے آنکھوں کی حفاظت نہ ہو سکی۔ بدنگاہی کا گناہ بظاہر چھوٹا سا محسوس ہوتا ہے لیکن اس کا اثر بڑا گہرا ہوتا ہے۔ آج تو عورتیں کہتی ہیں کہ جی دل کا پردہ ہے لیکن اصل تو یہ آنکھیں ہیں جو بدنگاہی کا سبب بنتی ہیں۔ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، حضور ﷺ کے پاس ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا پردے کے ساتھ آئیں ان کا جوان بیٹا فوت ہو گیا تھا۔ کسی نے کہا، اس حالت میں بھی پردہ؟ تو اس نے کہا، میرا بیٹا فوت ہوا ہے میری شرم و حیاء فوت نہیں ہوئی۔ ارشاد فرمایا، پردے کے حکم میں ہمارا بہت فائدہ ہے، شاید ہمیں اس کا پورا علم نہیں ہے۔ ایک بزرگ ایک دفعہ گاڑی میں سفر فرما رہے تھے، ایک انگریز بھی اپنی بیگم کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ وہ انگریز مولانا صاحب کے

ساتھ مذاق کرنے لگا۔ کہا اسلام میں کیسا پردہ ہے کہ آپ لوگ اپنی عورتوں کو گھروں میں بٹھا دیتے ہیں، باہر نکالیں تو چھپا کر نکالتے ہیں، تمہیں اپنی عورتوں پر اعتماد نہیں ہوگا ہمیں تو اعتماد ہے۔ وہ کافی دیر تک یہی باتیں کرتا رہا اور مولانا صاحب اسکا مذاق برداشت کرتے رہے۔ پھر اس کو ایک مثال کے ذریعے بات سمجھائی۔ اپنے شاگرد سے کہا کہ شکنجبین بناؤ۔ جب اس نے لیموں کاٹے تو انگریز کے منہ میں پانی بھر آیا، وہ للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔ مولانا صاحب نے کہا کہ آپ شکنجبین کو بڑی چاہت سے دیکھ رہے ہیں۔ انگریز نے کہا لیموں چیز ہی ایسی ہے کہ اس کو دیکھ کر منہ میں پانی آ جاتا ہے۔ مولانا نے کہا کہ عورت چیز ہی ایسی ہے اس کو دیکھ کر مردوں کے منہ میں پانی بھر آتا ہے۔ اب یہ عورت ہے تو تمہاری بیوی مگر اسے دیکھ کر سارے ڈبے کے مرد للچا رہے ہیں۔ جب عورت بناؤ سنگھار سے سامنے آتی ہے تو مرد بڑی للچائی ہوئی نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہیں۔ دیکھنے والے بھی گناہگار اور حسن دکھانے والی ان سے بڑی گنہگار۔ یہ بات سن کر اس انگریز کی عقل ٹھکانے آئی پھر خاموش ہو گیا۔

بہترین عورت کون ہے:

ارشاد فرمایا، حدیث پاک کا مفہوم ہے ''عورتیں شیطان کا جال ہیں'' شیطان عورت کی وجہ سے مرد کو ورغلاتا ہے۔ ایک اور حدیث کا مفہوم ہے ''شیطان کہتا ہے کہ عورت میرا وہ تیر ہے جو کبھی خطا نہیں ہوتا''۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ بہترین عورت کونسی ہوتی ہے۔ فرمایا ''سب سے بہترین عورت وہ ہے جو نہ تو خود کسی نامحرم کو دیکھے اور نہ کوئی نامحرم اسے دیکھے'' اب اس دور میں تو مردوں کے درمیان پھرنے والیاں بھی کہتی ہیں کہ ہم

اتنی پاک باز ہیں کہ چادر زہرہ سے حیا لیتی ہیں۔ ارشاد فرمایا، حضرت فاطمۃ الزاہراء رضی اللہ عنہا نے پہلی کا چاند کبھی نہیں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا کہ پہلی کا چاند اکثر مرد دیکھتے ہیں اس لئے میں نہیں چاہتی کہ میری نظر بھی اس چاند پر پڑے جب مرد اسے دیکھ رہے ہوں۔ ارشاد فرمایا، ایک ایسا مغربی ملک ہے جہاں پردہ بالکل بھی نہیں ہے۔ جہاں 70 فیصد عورتوں کو طلاق ہو جاتی ہے۔ نوجوان مرد، عورتیں شادی سے پہلے ہی بچوں والے بن جاتے ہیں اور بغیر نکاح کے شادی شدہ جوڑے کی طرح زندگی گزارتے ہیں اور جب ان لوگوں کی عمر 40 سال یا اس سے زیادہ ہو جائے تو پھر انہیں کوئی منہ نہیں لگاتا۔ خاص طور پر عورتیں بہت زیادہ تنہائی کا عذاب بھگتتی ہیں۔

بدنگاہی سے عبادت کا ضیاع:

ارشاد فرمایا، آنکھوں کی پیاس کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔ رچے بسے گھر اس بدنگاہی سے برباد ہو جاتے ہیں۔ ہر حال میں اس بدنگاہی سے بچنے کی کوشش کریں۔ یہی آنکھیں ہیں کہ اگر شریعت کی پابند ہو جائیں تو کیا کیا انعامات ملتے ہیں اور اگر بدنگاہی پر آمادہ ہو جائیں تو گھر دوزخ کا نمونہ بن جاتے ہیں۔ ایک ذرا سی بدنگاہی بہت دیر کی محنت و عبادت کو ضائع کر دیتی ہے۔ ارشاد فرمایا، ایک آدمی اذان کیلئے مینارہ پر چڑھا۔ ایک عیسائی عورت کو دیکھا، بدنظری ہوئی، عورت کا بھوت ایسا سوار ہوا کہ اپنا دین بھی چھوڑ دیا اور عیسائی ہو گیا۔ بدنگاہی کی وجہ سے دین سے بے دین ہو گیا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو آنکھوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ ہر طرف عورتیں ہیں تو آنکھوں کی حفاظت کیسے کریں؟ یہ عاجز کئی ایسے لوگوں کو جانتا ہے جو

کپڑے کا کاروبار کرتے ہیں عورتیں خریداری کیلئے آتی ہیں لیکن وہ اس ماحول میں بھی سوفیصد آنکھوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ کام تربیت شیخ سے بہت آسان ہوجاتا ہے۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

اللہ کے دیدار سے محرومی:

ارشاد فرمایا، انسان اگر غیر محرم کی طرف نظر اٹھائے گا تو اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم کر دیا جائے گا۔ آج شریف عورتیں جو خود تو پردہ کرتی ہیں اور پردے کی آڑ میں چھپ کر غیر محرم کو دیکھتی ہیں یہ بھی گناہ ہے۔ اسلام نے **Love before marriage** کا نہیں بلکہ **Love after marriage** کا حکم دیا ہے جو بہت ہی فائدہ مند نسخہ ہے بلکہ کامیاب ازدواجی زندگی کا راز بھی ہے کہ شادی کے بعد محبت سے رہیں بیوی خاوند کے ذریعے اور خاوند بیوی کے ذریعے گناہ سے بچیں۔ پہلے کسی زمانے میں ایک مرد بہت بدصورت تھا۔ اس کی بیوی بہت ہی خوبصورت تھی۔ مرد بیوی کو دیکھ کر خوش ہوتا اور شکر ادا کرتا اور بیوی مرد کو دیکھ کر صبر کرتی۔ ایک دن بیوی نے کہا، ہم دونوں جنتی ہیں کیونکہ شکر ادا کرنے والا اور صبر کرنے والا دونوں جنتی ہوں گے۔ عورت ظاہر کی **Matching** کا تو بہت خیال رکھتی ہے، اس کی فکر کرتی ہے، مگر دل کی صفائی کی طرف توجہ نہیں دیتی۔ عورت کی توجہ اس طرف دلانے کی ضرورت ہے کہ دل کی صفائی گھر کی صفائی سے بھی زیادہ اہم ہے۔ انسان اگر اپنی نگاہ کی حفاظت نہ کرے تو دل ایسے سرد پڑ جاتا ہے جیسے اس پر ٹھنڈا پانی پڑ گیا ہو۔

دو قسم کی خوبصورتی:

ارشاد فرمایا، خوبصورتی دو قسم کی ہوتی ہے۔ایک جسمانی خوبصورتی اور دوسری باطنی خوبصورتی۔ اخلاق کی خوبصورتی عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہتی ہے جبکہ جسمانی خوبصورتی وقت اور عمر کے ساتھ ساتھ گھٹتی رہتی ہے۔ اچھے اخلاق تصوف کا خلاصہ ہیں۔ ارشاد فرمایا، حدیث پاک کا مفہوم ہے لوگ چار وجوہات سے عورت کو پسند کرتے ہیں

1. خوبصورتی کی وجہ سے
2. مال ودولت کی وجہ سے
3. حسب ونسب کی وجہ سے
4. نیکی کی وجہ سے

ان سب میں بہترین انسان وہ ہے جو نیکی کی وجہ سے عورت کو پسند کرے۔ نیک بیوی بہترین متاع ہے۔ اس لئے ان چاروں وجوہات میں سے نیک عورت کا انتخاب کرو۔ آنکھوں کی پیاس کا کوئی علاج نہیں لیکن جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے وہ اپنی نظر کی حفاظت کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے عبادت میں حلاوت دے دیتے ہیں۔ خوف خدا حکمت و دانائی کی بنیاد ہے۔ خوف خدا پورے بدن کو شریعت کے تابع رکھتا ہے۔ جس طرح آنکھ کھول کر دیکھنے کا مزہ ہے اسی طرح آنکھ بند کرنے کا مزہ بھی ہے۔ یہ تو ان سے پوچھو جنہیں آنکھ بند کرنے میں مزہ آتا ہے۔ آنکھ بند کرنے سے اتنا سکون ملتا ہے کہ تخت شاہی سے بھی اتنا سکون نہیں مل سکتا۔

مجلس 8

بندگی کی حقیقت

جامعہ زینب لاہور

اللہ کی محبت اور دنیا کی محبت کا فرق:

ارشاد فرمایا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

''کیا تم گمان کرتے ہو تم بے فائدہ پیدا کیے گئے ہو اور کیا تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے''

ہم میں سے ہر شخص اس دنیا میں مہلت لے کر آیا ہے۔ مقررہ مدت کے بعد اسے یہ دنیا چھوڑ جانا ہے۔ جو لوگ لمبی امیدیں باندھ لیتے ہیں انہیں بالآخر مر جانا ہے۔ بقول عارف

''جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے ایک نہ ایک دن اللہ تعالیٰ سے ملا دیا جائے گا اور جو دنیا سے محبت کرے گا ایک نہ ایک دن دنیا سے جدا کر دیا جائیگا''

موت کے بعد روز محشر جب اٹھائے جائیں گے تو وہاں دنیا کے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ یہ محشر ایسی جگہ ہے جہاں نعمتوں کے بارے پوچھ گچھ ہوگی کہ ان کا

استعمال کیسے کیا تھا۔ مثلاً بینائی واپس لے لی جائے گی اور اس وقت تک لوٹائی نہیں جائے گی جب تک بندہ ثابت نہیں کرے گا کہ اس کا استعمال صحیح کیا تھا یا نہیں۔ ارشاد فرمایا، زقوم ایک انتہائی کڑوا درخت ہوتا ہے۔ جو لوگ دوزخی ہوں گے انہیں بھوک کی حالت میں یہ کھانے کیلئے دیا جائے گا، پھر پانی مانگیں گے اور پانی اتنا ابلا ہوا دیا جائے گا کہ آنتیں کٹ کر باہر آ جائیں گے۔ بعض جہنمی ایسے ہوں گے جنہیں پینے کیلئے دوسرے جہنمیوں کے جسم سے نکلنے والا خون اور پیپ دیا جائے گا۔ استغفر اللہ

بندگی کیا ہے:

ارشاد فرمایا، بندگی کا مطلب ہے اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔ حیوانوں کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے تابع کر دیا ہے۔ مثلاً اونٹ کی نکیل اگر بچہ بھی پکڑ لے تو اونٹ اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہتا ہے۔ اسی طرح تمام انسانوں کو انبیاء کے ماتحت بنا دیا۔ ہمیں بھی چاہئے کہ جیسے اونٹ تابعداری سے بچے کے پیچھے پیچھے چلتا ہے ہم بھی تابعداری سے نبی علیہ السلام کے پیچھے چلتے رہیں۔ گھوڑے کو اگر دیکھیں تو اتنا وفادار ہوتا ہے کہ دشمنوں کی فوجوں اور تیروں کی پرواہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادا اتنی پسند ہے کہ قرآن میں گھوڑوں کے سموں سے اٹھنے والی مٹی کی قسم کھائی ہے۔ کہنے کو گدھا ایک حقیر جانور سمجھا جاتا ہے، گرمیوں کی دوپہر میں اسے کام پر لے جائیں جتنا کام کروائیں کرتا جائے گا۔ واپس گھر آ کر جو چیز کھانے کو دیں گے چپ کر کے کھا لے گا۔ اس کا مالک گرم روٹی اور ٹھنڈا پانی پیتا ہے لیکن اگر گدھا کام کی تھکان کی وجہ سے رات کو سو نہیں سکتا تو اس کیلئے کوئی قوم کا گدا نہیں بچھاتا، وہ ساری رات جاگ کر گزار دیتا ہے۔ اگلے

دن پھر مالک جوت لیتا ہے۔ گدھا زخموں سے چور بھی ہوگا پھر بھی مالک کی مار سہہ لے گا اور کام بھی کرے گا۔ بتایئے وہ گدھا بہتر ہوا یا انسان۔ ہم انسان ہوکر اپنے مالک سے وفاداری نہیں کرتے اور وہ جانور ہوکر اپنے مالک کا کتنا وفادار ہے۔ ہم اپنی ضروریات سے بڑھ کر مانگتے ہیں اور حق بندگی بھی ادا نہیں کرتے۔ کاش! ہم عبادت، ذکر و تلاوت اور تہجد کا مزہ لے رہے ہوتے تب ہمیں پتہ چلتا کہ زندگی کا حقیقی مزہ کیا ہے۔

دعا کروانا اور دعا لینا:

ارشاد فرمایا، دعائیں پڑھی نہیں جاتیں بلکہ دعائیں مانگی جاتی ہیں یعنی دعائیں کی جاتی ہیں۔ دعا پڑھنے کا مطلب ہے کہ طوطے کی طرح رٹا رٹایا پڑھ دیا اور سمجھ کچھ نہیں آئی۔ دعا مانگنے کا مطلب ہوتا ہے کہ انسان سراپا دعا بن جائے۔ جس طرح بھکاری جب مانگ رہا ہوتا ہے تو اپنے ظاہری حلیے سے، زبان سے، ہر انداز سے وہ سراپا سوال بنا ہوتا ہے۔ ہم جب بھی دعا مانگیں تو سراپا سوال ہو کر اللہ تعالیٰ سے رو رو کر مانگیں، ہمہ تن متوجہ ہو کر مانگیں، پھر اللہ تعالیٰ ضرور دعاؤں کو قبول فرمائیں گے۔ ایک ہوتا ہے دوسروں سے دعائیں کروانا جیسے بچہ امی ابو سے یا شاگرد استاد سے دعا کیلئے کہتا ہے۔ دوسرا دعائیں لینا ہوتا ہے۔ دعائیں لینے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے بزرگوں کی ایسی خدمت کرے کہ بے ساختہ ان کے دل سے دعائیں نکلیں۔

~ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

مجلس 9

شکر کی برکات

دارالسکینہ جھنگ

ہر دن عید ہوتی ہے:

ارشاد فرمایا، رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا مہینہ ہوتا ہے۔ یہ مہینہ امت مسلمہ کے گناہوں کو دھونے اور عبادت گزاروں کو بلند کرنے کے لئے آتا ہے۔

اس مہینے میں مغفرت کا طلب کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ اگر خلوص سے اللہ رب العزت کے سامنے جھولی پھیلائیں تو وہ غفور الرحیم ذات خالی واپس نہیں کرتی۔ عام لوگ رمضان المبارک کے بعد عید مناتے ہیں لیکن اہل اللہ کیلئے تو رمضان کا ہر دن عید اور ہر رات شب قدر ہوتی ہے۔ رمضان کے مہینے میں نازل ہونے والی رحمتیں ایسی ہیں جیسے سمندر کا پانی اور دوسرے مہینوں میں نازل ہونیوالی رحمتیں ایسی ہیں جیسے پانی کا قطرہ۔ قطرے اور سمندر کا مقابلہ کیسے ہو سکتا ہے؟ رمضان کی رحمتیں دوسرے مہینوں کی رحمتوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ اس مہینے کی عجیب برکات ہیں کہ ہر صغیرہ کبیرہ گناہ کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ بقول عارف

''اگر اللہ تعالی کے فضل سے مڈ بھیڑ ہوگئی تو کوئی گناہ کبیرہ نہیں اور اگر اس کے عدل سے مڈ بھیڑ ہوگئی تو کوئی گناہ صغیرہ نہیں'' گناہ کو کبھی چھوٹا نہ سمجھیں یہی سوچ ذہن میں رکھیں کہ ہم کس کا حکم توڑ رہے ہیں؟

معیار زندگی:

ارشاد فرمایا، دنیا کی عدالت میں ایک اصول دیکھا کہ ایک آدمی کو کسی جرم سے بری بھی کر دیا جائے تو ریکارڈ اس کی فائل کے اندر رکھ دیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالی کی عدالت بھی بڑی عجیب ہے اگر کوئی سچی توبہ کر لے تو نہ صرف اسے معاف کیا جاتا ہے بلکہ گناہوں کو بھی مٹا دیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔ پہلے زمانے کے بزرگ کسی کی بزرگی کا اندازہ اس بات سے لگاتے تھے کہ اس نے کتنے رمضان بندگی وعبادت میں گزارے ہیں۔ معیار زندگی یہ تھا جس سے دوسروں کی نیکیوں کا اندازہ لگایا جاتا تھا۔ روزہ دار کیلئے تو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک افطاری کے وقت دعا قبول ہوتی ہے دوسرے محشر میں خوشی ملے گی جب اللہ تعالی اپنا دیدار کرائے گا۔ یہی زندگی ہے، یہی وقت ہے، بڑھ چڑھ کر نیکیاں کما لیں۔

دنیا میں نیکی کا بدلہ

ارشاد فرمایا، کچھ لوگ سوچتے ہیں کہ دنیا میں نیکی کرنے کا بدلہ صرف آخرت میں ملے گا۔ یاد رکھیں اللہ تعالی آخرت میں تو بدلہ دے گا ہی سہی مگر اس دنیا میں بھی بدلہ دیتا ہے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے'' نیک لوگوں کے چہروں پر صلحاء کا نور عطا کرتا ہوں، غم و پریشانی ختم کرتا ہوں، لوگوں میں عزت عطا کرتا ہوں،

روزی میں برکت دے دیتا ہوں''

ارشاد فرمایا، ہمارا پروردگار اس بات سے بالاتر ہے کہ بندہ تو اطاعت سے نقد کا معاملہ کرے اور مولیٰ اس کا بدلہ قیامت کے ادھار پر چھوڑ دے۔ وہ آخرت میں بھی بدلہ دے گا اور نقد اس دنیا میں بھی دیتا ہے۔ دنیا میں بدلہ دینے کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں۔ کبھی بیماری ختم کر کے تندرستی میں بدل دیتا ہے، کبھی مشکلات کو آسانی میں بدل دیتا ہے، کبھی کوئی نعمت عطا کرتا ہے۔ لیکن یہ انعامات اسی کو محسوس ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ان مہربانیوں کو سوچتا ہے اور شکر ادا کرتا ہے۔ آخرت میں بدلہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو وہ کچھ عطا کیا جائے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کوئی بندہ اس کا تصور کرسکتا ہے۔ آخرت کا درجہ آخرت ہی میں ملے گا یہاں پورا پورا نہیں مل سکتا۔ سب سے کمتر جنتی کو بھی دنیا سے 10 گنا بڑی جنت ملے گی۔ کوالٹی کے اعتبار سے جنتیوں کا معیار اعلیٰ ہے۔ زمرد کے مکان ہوں گے، ایک ٹکڑا سورج کی روشنی کو ماند کر دے گا، حور اگر کسی مردے سے بات کرے گی تو وہ زندہ ہو جائے گا، اگر جنت کی حور اپنے دوپٹے کا پلو آسمان دنیا سے نیچے کر دے تو سورج کی روشنی ماند پڑ جائے۔

روز قیامت پانی کے پیالے کی قیمت:

ارشاد فرمایا، قرآن پاک میں آتا ہے'' اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو ضرور بالضرور ان کو اور زیادہ کروں گا'' اللہ تعالیٰ کتنا رحیم و کریم ہے، بندہ شکر ادا کرے نہ کرے وہ پھر بھی اپنی رحمتوں سے اسے نوازتا رہتا ہے۔ یہ اسی کا فضل و کرم ہے ہم تو بہت ناشکرے ہیں۔ قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے میرے بندے! کیا تو نے میری نعمتوں کا شکر ادا کر دیا ہے؟ تو

بندہ کہے گا، میرے مولیٰ میں نے بڑے نیکی کے کام کئے۔ اللہ تعالیٰ اسے پیاس لگا دے گا حتیٰ کہ ایک فرشتہ پانی کا پیالہ لے کر آئے گا۔ فرشتہ اس پانی کے پیالے کی قیمت مانگے گا۔ بندہ اتنا پیاسا ہو گا کہ وہ آدھی زندگی کی نیکیاں دینے کیلئے تیار ہو جائے گا لیکن پھر بھی اس پانی کے پیالے کی قیمت ادا نہ ہو گی پھر انسان اپنی ساری زندگی کی نیکیاں بھی دینے کیلئے تیار ہو جائے گا تا کہ پانی سے اپنی پیاس بجھا سکے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تیری ساری زندگی کی نیکیاں میرے ایک پانی کے پیالے کے بھی برابر نہیں ہو سکیں، پھر بتا تو نے کیا شکر ادا کیا۔

نابینا کے دل کی حسرت:

ارشاد فرمایا، نابینا کے دل کی تمناؤں اور حسرتوں کو دیکھو جسے وہ امی ابو یا بہن بھائی کہتا ہے انہیں دیکھ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنکھیں عطا کی ہیں جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ کیا یہ آنکھیں نامحرم کو دیکھنے کے لئے دی گئی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہ آنکھیں تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں رونے کیلئے دی گئی ہیں، دیدار الٰہی سے سیراب ہونے کیلئے دی گئی ہیں۔ آج کے دور میں ماں اپنے بچے بچیوں کو تعلیم کیلئے کالج بھیجتی ہے کاش وہ اسی شوق و جذبے سے انہیں قرآن سیکھنے کیلئے بھیجتی۔ ارشاد فرمایا، جو نوجوان تقویٰ، پرہیزگاری کو اختیار کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو منظور کر لیتے ہیں۔ پہلے زمانے میں لوگ جوان، سیاہ بالوں والوں کے پاس دعا کروانے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کے تقویٰ کی وجہ سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

مجلس 10

قیمتی مشوروں کے ذریعے مدد

قیمتی مشورے:

حضرت شیخ دامت برکاتہم کی مجلس بڑی مصروف مجلس ہوتی ہے۔ مختلف قسم کے لوگ زندگی کے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق مشورے کے لئے حاضر خدمت ہوتے ہیں اور مشورے طلب کرتے ہیں۔ حیرانی ہوتی ہے کہ جس شعبہ زندگی کے متعلق بھی مشورہ کیا جائے حضرت جی بڑا مناسب مشورہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی باطنی بصیرت عطا کی ہے کہ بڑی جلدی مسئلے کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ خصوصا مدارس کے علمائے کرام اپنے مدارس سے متعلق مشورے بھی کرتے رہتے ہیں اور دعائیں بھی کرواتے رہتے ہیں۔

مدارس کے لئے مشورے:

ایک خصوصی مجلس میں چوک منڈا سے ایک حکیم صاحب کے بیٹے تشریف لائے۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے انہیں قیمتی مشوروں سے نوازا۔ انہوں نے

پوچھا کہ بدعتی قسم کے لوگوں سے مسجد بنانے کے بارے میں جھگڑا ہے۔ فرمایا، صاف کہہ دیں کہ ہم جھگڑا نہیں چاہتے۔ اللہ تعالیٰ جھگڑے کو پسند نہیں کرتے۔ ہم بھی تمہارے بھائی ہیں اس لئے بھائی بن کر ہی رہو۔ مزید فرمایا، آپس میں آپ لوگ تعلقات خراب نہ کریں اور بات کو مزید نہ بڑھائیں۔ انشاء اللہ وہ آہستہ آہستہ قریب آئیں گے، اگر آپ کام کریں گے تو وہ بھی آپکے ساتھ ہو جائیں گے۔ ان کے کچھ بچوں کو حافظ بنا دو گے تو وہ بھلا کس طرح تعاون نہیں کریں گے۔ ہمارے مدرسے کی مثال سامنے ہے کہ بہت سے انہیں کے بچے مدرسے میں داخل ہیں، حافظ بنے ہیں اور کام چل رہا ہے۔ یاد رکھیں لوگ کام کو دیکھتے ہیں باتوں کو نہیں دیکھتے۔ دنیاداری میں شاید باتیں چل جائیں مگر دینداری میں تو دین ہی دیکھا جاتا ہے، تقویٰ پرہیزگاری دیکھی جاتی ہے۔ اپنی زمین پر اپنی مسجد اور مدرسہ بنالو اور اپنا کام کرو۔ شروع میں تنگی سے کام چلتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اخلاص کی وجہ سے برکت عطا کر دیتا ہے۔ اپنے مدرسہ کا یہ فائدہ ہو گا کہ کسی کا محتاج نہیں ہونا پڑے گا کھل کر کام کر سکیں گے۔ ''اپنی بالو تے اپنی سینکو'' (اپنی آگ جلاؤ اور اپنی آگ سینکو)۔